بسم اللہ وتوکلت علی اللہ
نسخہ متبرکہ من تصنیف لطیف وتالیف لطیف فاضل اجل عالم بی بدل سید امداد العلی
صاحب بہادر اکبرابادی ڈپٹی کلکٹر و مجسٹریٹ ضلع کانپور مسمی بہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی زین الشہور بشہر رمضان الذی امر فیہ بالصیام والقیام والصلوۃ
والسلام علی رسولہ سید المرسلین وآلہ واصحابہ الکرام بندہ راجی الی رحمت اللہ الغنی
سید امداد العلی حنفی اکبرابادی خدمت مین سب اہل اسلام کے گذارش کرتا ہے
کہ اندنون مین ایک استفتا التراویح خلیفہ صاحب کا کہ نام اپنا الجواب صحیح کے نیچے
احقر الحاج عبد اللہ شاہ فی الحقیقہ تراب اقدام علمای ماضین محمد فصیح لکھا ہے جسکو حضرت
نے آپ اور اپنے اقربا اور بعض طلبہ سے مزین بدستخط کروا کر بواسطہ مولوی
پیغمبر بخش صاحب صدر اعلی اکبرآباد کے چھپوایا ہے میرے پاس پہونچا مین

حیران ہوا کہ خلیفہ صاحب نے ایک سوال اپنی طرف سے قائم کر کی جواب تحریر کروائی اور خود

الجواب صحیح لکھا اور سخت کلامیان اور غلطیان بلا رکہین بلکہ مولوی سراج الدین

صاحب سے اوٹہے ہے کہ کفر کا حکم دیدیا جبکہ یہ حال مجہہ خیرخواہ خلائق خادم العلمانے دیکھا ہے

تب ایک جواب مختصر ان حضرات کا اور ایک تحریر مفصل جسمین جواب معقول ہر امر کا

اور بہی جسمین تحقیق اس مسئلہ کی بخوبی ہر مسلمان کو ہو جائیگی لکھی ہی فقط منجملہ اُن

حضرات کے جنکا فتوی ہی ایک حضرت مولوی سراج الدین صاحب واعظ ہین حال

اونکا یہ ہی کہ وعظ مین اکثر فرماتے ہین کہ چند جبرئیل ہین چنانچہ سننی والی اس بات کی

اکثر اکبراباد مین موجود ہین اور پہر انہین مولوی سراج الدین صاحب نے وعظ مین

فرمایا کہ جو شخص تقویت الایمان کو پڑہیگا اور جو شخص گہر مین رکہیگا تو تمام گہر اوسکا

دوزخی ہوگا چنانچہ مجکو مکان پر مولوی پیغمبر بخش صاحب کے اکبراباد مین بلوایا

خود اور شرط کی جو شخص ساکت ہوگا وہ توبہ کریگا مین جاکر حاضر ہوا مولوی

سراج الدین صاحب بھی تشریف لائے وہان آنسے چپ ہوے کہ پھر بات کی مین
سمجھا تھا حضرت نے توبہ کر لی ہی آئندہ باز رہین گے مگر پھر ایک ذریعہ پاکر ایسا تعصب
کو کام مین لائے کہ اکابر دین کو اور اہل قبلہ کو کافر بنایا یہ شعر مولوی روم صاحب کا انکی
زبان سے مین پڑھتا ہون **شعر** گفت یارب بارہا برگشتہ ام ؛ توبہ با عہدہا
بشکستہ ام ؛ اور دوسرے حضرت مولوی عبدالرحمن صاحب وغیرہ کا یہ دستور ہے
کہ بلا خود سمجھی فرماتے ہین اور لکھہ دیتے ہین فی تامل بختی سی جیساکہ اب بھی لکھا ہے کہ اصل
مطلب کتاب فتح القدیر کا نہین سمجھا یہ ایسی بات ہے جیساکہ در مختار کا
خود مطلب نہ سمجھے تھے اور جب علماے رامپور اور دہلی اور مولوی محمد یوسف
صاحب کے از علماء فرنگی محل مقامی جونپور سے دریافت کیا مین نے تب وہ لوگ خوب
ہنسی چنانچہ مولانا قاضی مفتی حاجی مولوی محمد سعد اللہ صاحب نے لکھا تھا

احتمال بعدن قوله ولو كان بسير نفسها تعميم وقوف سخنی است نهايت عجيب و غريب

کہ جیب را از جای خود بردہ بر عفران زار حیرت میرساند و سامعین از فرط استعجاب

بر قص وجد می‌آرد اور علمای بلی نے لکھا تھا تعمیم سنیر غی ست نہ تعمیم قوف

مثبت کیست کہ از تعمیم وقوف ثبت میگوید چنانچہ اصل فتوے دستخطی یہ جگہہ کے

عالموں کے بمقام آیا وا مولوی صاحب ممدوح سے منگوا کر ملاحظہ فرماوین اور بڑے حضرت

خلیفہ صاحب کا یعنی مولوی محمد فصیح صاحب کا یہ حال ہے کہ فتوے لکھا ہے کہ حضرت معاویہ

کو معاویہ حضرت معاویہ مت کہو اب جاننا ہے کہ جو شخص سنت عمری کی تراویح

بیس رکعت کو حسب قول محیط برہانی کی التراویح یقال انہا سنتہ عمر الخ یعنی تراویح

کہا جاتا ہے اوسکو سنت عمری تو وہ جاہل اور رافضی ٹھہرا اور جو خلیفہ صاحب بیاہ

خاطر ایک آدمی تعزیہ دار کے جو حضرت معاویہ پر طعن کرتا ہے فتوی الکمین اور زبانی

کہ حضرت معاویہ مت کہو معاویہ کہو اب فرماوین اہل سنت وجماعت کہ ایسا خلیفہ

حضرت معاویہ کو معاویہ کہلانیوالا اور کہنے والا کون ہوا ان سب کلامیون کی

بابت جواب اس ایک شعر پر ختم کرتا ہون شعر عذر کیا زبان کو ولین کے ہیں پر
بد شعاری ہے ۔ کہ منہ مین خاک بہردی اسکے سے ہنسے خاکساری سے ۔

تحریر راقم اول محمد زین العابدین الله عو محمد ظہور حسب الجواب محمد فصیح صاحب کا ہے

خلاصہ یہ ہے کہ اصل اس نماز کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تعداد بست رکعت کی
اور تقرر اوسکا بالاجماع ہوا ہے اوسمین جا کلام نہین اور زیر الجواب کے ابتدا مین تحریر ہے
کہ پڑھنا تراویح کا سنت موکدہ ہے اور تعداد اوسکی بقول صحیح بیس رکعت ہین

تحریر مولوی سراج الدین واعظ مسجد اکبرآباد مدرس مسجد اکبرآباد

بست رکعت مین حصر کیا ہے سنت تراویح کو سب علما اہل سنت نے مبالغتا الغرض جو شخص کہ اس
اجماع کو توڑ کے یہ روایت غیر معمول بہ کو مروج کرتا ہے وہ شخص مبتدع ہے اور جو انکار
اجماع امت کریگا وہ شخص بالاتفاق امت کافر ہے

جواب مختصر

حضرت مولوی محمد فصیح و مولوی سراج الدین وغیرہ نے افسوس ہی کہ تعریف اجماع کو

کتب اصول فقہ مین نہین دیکھہ لیا آگاہ ہوجی حضرات کہ اجماع سے مراد اجماع مجتہدین

مراد اور تمہارا
ہی نہ ... پس منجملہ مجتہدین اربعہ کے جناب امام مالک صاحب ۳۶ رکعت

سوائے وتر کے پڑھنے کے قائل ہوئے اور استدلال اونکا یہ ہی جیسا کہ قاضی خان

نے بھی نقل کیا ہی قال مالک رح ان یصلی ستہ وثلاثین رکعتہ سوای الوتر لما رد

عن عمر وعلی رضی عنہما کانا یصلیان ستہ وثلاثین یعنی پڑہتی تہے حضرت علی و

حضرت عمر رضی اللہ عنہما ۳۶ رکعت سوائے وتر کے پس جبکہ اتفاق چاردن

مجتہدونکا نہین ہے تو اجماع چہ معنی دارد اور لکھنا لفظ بالاجماع کا ۲۰ رکعت محض

غلط ہی اور اگر مراد اجماع سے اجماع صحابہ کرام مراد ہے ...

... تو بھی اجماع صحابہ کا نہین ہوسکتا کس لیے

کہ جب امام مالک نے ثابت کیا ہی کہ حضرت علی و حضرت عمر ۳۶ رکعت پڑہتی تہے

سوای وتر کی اور یہی عمل تہا اہل مدینہ کا تب ۲۰ رکعت پر اجماع اصحاب کا
کہان ثابت ہوتا ہی اور موطا مین امام مالک نی سائب بن یزید سی روایت کی
ہی کہ حضرت عمر رضی نی حکم دیا ابی بن کعب کو واسطے پڑہانے تراویح گیارہ رکعت کی کہ مع
وتر کی گیارہ رکعت ہوتی ہین اس روایت سی بھی اجماع بیس رکعت پر ثابت نہین ہوتا بلکہ
ثابت ہوتا ہی کہ حضرت عمر نے ۱۰ رکعت پڑہنی کا بھی سوای وتر کے حکم دیا ہی اور گیارہ رکعت
پڑہانے کا بھی مع وتر کے حکم دیا ہی اور جو حضرت عمر و حضرت علی نے ۲۳ رکعت سوای
وتر کی پڑہی ہین اور اہل مدینہ بھی ۳۶ رکعت پر عمل کرتی تہی سوای وتر کے اب پوچہنا ان
حضرات سے کہ فرمائی جو شخص سنت جماعت گیارہ رکعت کو مع وتر کے حکم حضرت عمر سمجہکر اور
امام مالک کے موطا کو معتبر جانکر بخاری وغیرہ حدیث کی کتابین ہین پڑہے اور پڑہاوے اور ۲۰ رکعت
کو بھی حضرت عمر کا حکم سمجہکر پڑہے اور پڑہاوے اور پہر موافق قول حضرت امام مالک کے کہ حضرت
علی اور حضرت عمر ۳۶ رکعت پڑہتے تہی خود سوای وتر کے اور اہل مدینہ کا بھی عمل تہا ا

پہ پڑہتی ہی اور پڑہاے وا وکیارہ رکعت مع وتر کی سنت رسول اللہ کو بھی نہ تنزیلظر کری

تو فرمائی کہ ایسا فعل کرنیوالا جو فعل حضرت علی اور حضرت عمر اور رسول اللہ کا ہی اور جسکو

اماموں نے اور صلحا اور اولیا دین نے اور صحابیوں نے کیا ہی وہ شخص موجب قول خلیفہ مولوی

محمد فصیح اور محمد سراج الدین اور مولوی عبد الرحمن صاحب وغیرہ کی رافضی ہوگا یا مبتدع

گمراہ یا جاہل ہوگا یا کافر ہوگا یا کیا ہوگا تو کہ ین حضرات اپنی اپنی تحریر سے کہ قول

اونکا کن اکابر دین پر پہونچتا ہی اور اہل قبلہ و پیرو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و

اصحاب کرام کو مبتدع و جاہل وغیرہ بناتا ہی اور اگر اجماع سے مراد اجماع علما مقلدین ہے

تو اول تو علما مقلدین کا اجماع معتبر نہیں اور بالفرض فرض کیا جاوی تو بھی اجماع و

اتفاق علما حنفیہ وغیرہ کا ۲۰ رکعت پر کہ سنت موکدہ ہی اور دیگر امور پر نہیں ہے

اونپر اجماع ثبتا ہی مثلا در مختار سے حضرات نے لکہا کہ سنۃ موکدۃ تو بنایع مین

لکھا ہی شیخ قدوری کی ہی اختلف المشائخ فی التراویح قال بعض ہی نقل و

وقال بعض ہی سنۃ یعنی مختلف ہوئی ہین مشایخ حنفیہ نماز تراویح مین کہ مستحب ہے
یا سنت ہے پاکیا بعض مشائخ نی کہا کہ نماز تراویح نفل ہی اور کہا بعض مشایخ نے کہ نماز تراویح
سنت ہے، اور نفحات شدیدی مین مرقوم ہی عبارت عربی طول ہی جواب مفصل آئندہ
لکہا ہی او سمین درج ہی وہان دیکہہ لیجیا و یہان ترجمہ لکہتا ہون بخبسہ مختلف ہوے ہین
علما عدد رکعت تراویح مین کہ قیام کرتے ہین لوگ ساتھ اسکی رمضان مین کہ
کیا مختار ہی رکعت تراویح مین اسلیئی کہ نہین نص ہی رکعت تراویح مین سو اختیار کیا ہے
بعض اونکی نی بیس رکعت سوا وتر کی اور مستحسن کہا ہی بعض اونکی نی ۳۶ رکعت
کو اور وتر کو ۳ رکعت کو اور یہی مرقدیم ہی کہ تہی او سپر صدر اول اور وہ چیز کہ کہتا ہون
ساتھ اسکی اسباب مین یہ ہی کہ نہین تعین ثابت ہے ہمین پس اگر ہی ضروری قیتدا
کسی کی پس اقتدا ساتہہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس باب مین لائق تر ہی
پس تحقیق ثابت ہوا ہے آپ سی کہ نہین زیادہ کیا ہی آپ نے گیارہ رکعت پر ساتہہ وتر کے

کچھ نہ رمضان مین نہ غیر رمضان مین مگر تحقیق تھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دراز کرتی تھی اون رکعت مین پس وہی پسند کرتا ہون مین اوسکو درمیان قیام رمضان کے اور اقتدا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کے فرماتا ہی اللہ تعالی البتہ تحقیق ہی واسطی تمہارے بیچ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا نیک اب جناب حضرت بڑے برخلیفہ صاحب یعنی مولوی محمد فصیح و حضرت مولوی سراج الدین صاحب جو مکفر ہین اور دیگر صاحبان کی خدمت مین گذارش کرتا ہون کہ اس روایت کو ملاحظہ فرماوین جوبا غور سے صاف لکھا ہی کہ تعین رکعت کا ثابت نہین ہوتا ہی تو اقتدا ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائق تر ہی کہ گیارہ رکعت سی آپ نے زیادہ نہین کیا ہی ساتھ وتر کی رمضان و غیر رمضان مین تو نفحات رشیدی والا لکھتا ہی کہ مین پسند کرتا ہون اسکو درمیان قیام رمضان کی اور اقتدا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہی اقتدا نیک پس ۲۰ رکعت کو قبول نہین کیا اور گیارہ رکعت کو اقتدا ساتھ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ سلم اقتدا نیک سمجھکر قبول کیا تو اب فرمانی کہ اوسکی حق مین حکم خلیفہ

صاحب کا اور مولوی سراج الدین وغیرہ کا کفر کا ہی یا رافضی ہونیکا ہی یا مبتدع ہونیکا

یا جاہل ہونیکا یا گمراہ ہونیکا یا کیا حکم ہی کس واسطی کہ اونہی ۲۰ رکعت کو نہین قبول کیا

تو چاہیی کہ نام اوسکا لیکر صاف صاف حکم یعنی روایت کو دیکہکر جیسا کہ اس

استفتا التراویح مین سنت کا امی کی ہی مگر ناقل کو معاف کری اگر ناقل کے حق

مین کچہہ لکہیگا تو جواب ترکی بہ ترکی ہوگا فقط

یہ جواب مفصل ہی جسی صحیح حقیقت مسئلہ کی سب اہل اسلام پر کہلجاوےگی

سب اہل اسلام کی خدمت مین گذارش ہی کہ ان دنون مین عمل لوگون کا صحیح عدد

رکعت تراویح کی ۲۰ رکعت پر ہی اور یہی قول جمہور کا ہی لیکن شیخ کمال الدین

ابن ہمام فی فتح القدیر مین لکہا ہی کہ ان قیام رمضان سنتہ احدی عشر رکعتہ بالوتر

فی جماعتہ فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ترکہ بعذر یعنی بیشک قیام رمضان

جسکو نماز تراویح کہتی ہین سنت اوسمین گیارہ رکعتین ساتھہ وتر کی جماعت سی
ہین کیا ہی اوسکو رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نی پہر چھوڑ دیا ہی اوسکو بسبب عذر کی اور
بہی فتح القدیر مین لکہا ہی وکونہا عشرین سنۃ الخلفاء الراشدین وقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین ندب الی سنتہم ولا یستلزم کون
ذلک سنتہ اذ سنتہ باواظبتہ بنفسہ اور ہونا تراویح کا بیس رکعت سنت
خلفای راشدین کی ہی اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ لازم پکڑو تم سنت
میریکو اور سنت خلفای راشدین کو بلاتا ہی طرف سنت خلفای راشدین کی اور نہین مستلزم
ہی یہ قول سنت موکدہ ہونی تراویح کو اسلیے کہ سنت موکدہ وہ ہی کہ جسکی مواظبت فرمائی ہو
خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ وہ کہ جسکی مواظبت کی ہو صرف خلفای راشدین
نی اور بہی فتح القدیر مین لکہا ہی فیکون العشرون مستحبا ہو سن کی بیس رکعت
تراویح کی مستحب سنت اور اسکو اختیار کیا ہی صاحب بحر الرائق نی عبارت

بحر رائق کی یہ ہے وقوله عشرون ركعة بيان لكميتها وهو قول الجمهور لما في الموطا عن

يزيد بن رومان قال كان الناس يقومون في زمن عمر بن الخطاب بثلث وعشرين ركعة وعليه عمل الناس

اليوم شرقا وغربا لكن ذكر المحقق في فتح القدير ما حاصله ان الدليل يقتضي ان يكون السنة

من العشرين ما فعله صلى الله عليه وسلم منها ثم تركه خشية ان يكتب علينا والباقي مستحبا وقد

ثبت ان ذلك كان احدى عشر ركعة بالوتر كما ثبت في الصحيحين من حديث عائشة

فاذا يكون المسنون على اصول مشايخنا ثمانية منها والمستحب اثنا عشر ركعة انتهى اور قول

ماتن کا عشرون رکعة بیان ہی کمیت اور مقدار رکعات نماز تراویح کا اور یہی قول ہے جمہور

اہل علم کا اسلیے کہ موطا مین یزید بن رومان سے روایت ہے کہ کہا یزید بن رومان نے کہ تھے لوگ نماز

تراویح پڑہتے زمان عمر بن الخطاب مین ساتھہ تئیس ۲۳ رکعت یعنی بیس رکعت نماز تراویح

کی اور تین رکعت نماز وتر کی اور اسی پر ہی عمل لوگونکا اندنون مین بیچ مشرق اور

مغرب کے لیکن ذکر فرمایا ہے محقق نے فتح القدیر مین کہ جسکا حاصل یہ ہے کہ دلیل چاہتی ہے

اسکو کہ ہوں سنت بیس رکعت مین بہی اوسقدر کہ کیا ہی اوسکو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے اون بیس رکعات مین سے بہی بہر چھوڑ دیا ہی اوسکو اس خوف سے کہ فرض ہو جاتین ہم پر اور
باقی بیس رکعت مین سے کہ بارہ ہاین مستحب ہین اور تحقیق ثابت ہوا ہے کہ وہ مقدار کہ
کیا ہی اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ رکعت ہین ساتھہ وتر کی جیسا کہ
ثابت ہوا ہے صحیحین مین حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پس آٹھ رکعت
ہونگی مسنون ہماری مشائخ حنفیہ کی اصول پر آٹھہ رکعت بیس رکعت تراویح مین
سے اور مستحب بیس رکعت مین سے بارہ رکعت ہین راقم کہتا ہی کہ مشائخ حنفیہ
مختلف ہین استحباب اور سنیت نفس تراویح مین ظاہر الروایۃ امام ابی حنیفہ
رحمہ اللہ تعالی سے استحباب ہے اور روایت حسن بن زیاد کی امام ابی حنیفہ رحمہ اللہ
سے سنت ہے لیکن بعض فقہا نے لکھا ہی کہ اصح یہ ہی کہ نماز تراویح سنت ہی لیکن
سنت موکدہ ہونا اسکا بطور جمہور مشائخ حنفیہ کے قائل سنت موکدہ نہونیکی

تہجد کی ہے دلیل سے ثابت نہیں ہوسکتا ہے اسلیے کہ نماز تراویح آنحضرت کی نماز تہجد ہی تہی حضرت

شیخ عبدالحق دہلوی نے فتح سرالمنان فی تائید مذہب النعمان مین لکھا ہے ثم الصحیح

انما کانت صلوٰۃ النبی کالت یصلیہا باللیل وہی احدی عشرۃ رکعۃ کما فی اول باب

صلوٰۃ اللیل من حدیث ابی سلمۃ انہ سال عائشہ رضی اللہ عنہا کیف کان صلوٰۃ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان قالت ماکان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی

احدی عشرہ رکعۃ ولم یثبت روایۃ عشرین رکعۃ منہ صلی اللہ علیہ وسلم کما ہو المتعارف

الان الا فی روایۃ ابن ابی شیبہ من حدیث ابن عباس کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ والوتر قالوا اسنادہ ضعیف وقد عارضہ حدیث عائشہ

وہو صحیح وکانت عائشہ اعلم بحال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غیرہا پہر صحیح یہ ہے

کہ تہی نماز تراویح آنحضرت کی نماز آپ کی کہ گذارتی تہی اوسکو رات مین یعنی نماز تہجد

اور وہ گیارہ رکعت ہین جیسا گذر چکا ہی اول باب صلوٰۃ اللیل مین حدیث ابی سلمہ سے کہ

کہ اونہون نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کس طرح تھی نماز رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی رمضان مین فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نہ تھی رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم زیادہ کرتے رمضان مین اور نہ غیر رمضان مین گیارہ رکعت پر اور نہین ثابت
ہوتی ہے روایت بیس رکعت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا کہ وہ متعارف ہے
اب مگر روایت ابن ابی شیبہ مین حدیث ابن عباس سے ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نماز پڑہتے تھے رمضان مین بیس رکعت اور وتر کہا ہے علمائے کہ اسناد اس حدیث کے
ضعیف ہے اور تحقیق معارض اسکی ہے حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور وہ صحیح ہے اور
تھین حضرت عائشہ زائد جاننے والین حال نبی صلعم کا بہ نسبت اور کے اور نہر الفایق مین ہے قولہ
ان التراویح سنۃ ذکر فی الجامع الصغیر بلفظ الاستحباب یعنی حالانکہ تو بیشک تراویح سنت ہے اور ذکر کیا ہے جامع صغیر مین
کتب ظاہر الروایات مین ہے کہ نماز تراویح کو ساتھ لفظ استحباب کے اور ینابیع مین ہے کہ
اختلف المشایخ فی التراویح قال بعضہم ہی نفل وقال بعضہم ہی سنۃ یعنی مختلف ہوئے ہین

تاریخ حنفیہ نماز تراویح مین کہ مستحب ہے یا سنت کہا بعض مشائخ نی کہ نماز تراویح نفل

ہی اور کہا بعض مشائخ نی کہ نماز تراویح سنت ہی اور فتاوی عالمگیری مین ہے و نفس التراویح

سنتہ علی الاعیان عندنا کما روی الحسن عن ابی حنیفہ وقیل مستحب والاول اصح والجماعۃ

فیہا سنتہ علی الکفایۃ کذا فی التبیین وہو الصحیح کذا فی محیط السرخسی اور نفس تراویح سنت

عینیہ ہی ہر شخص پر نہ سنت کفایہ نزدیک حنفیہ کی جیسا کہ روایت کیا ہی اوسکو حسن نے ابی حنیفہ سے اور

کہا گیا ہی کہ مستحب ہے اور اول اصح ہی اور جماعت نماز تراویح مین سنت علی الکفایہ ہی ایسا ہی ہے

تبیین میں اور یہی صحیح ہی ایسا ہے محیط سرخسی میں اور خزانۃ المفتیین مین مسطور ہی یستحب اداۂا بالجماعۃ

اور مستحب ہے ادا کرنا نماز تراویح کا ساتھ جماعت کی، اور محیط برہانی مین مرقوم ہی کہ التراویح

یقال لہا سنتہ عمر لان عمر رضی اللہ عنہ واظب علیہا او سنتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

واظب علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی تراویح کہا جاتا ہی اوسکو سنت عمر کی اسلیے کہ

کہ حضرت عمر نی مواظبت فرمائی ہی اوسپر اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واسطے

کہ مواظبت فرمائی ہو محمد صلعم نی اوسپر و جواہر اخلاطی ہین کہ ہی سنتہ رسول اللہ صلعم وقیل

ہی سنتہ عمر والاول الاصح یعنی نماز تراویح سنت رسول خدا صلعم او کہا گیا کہ وہ سنت ہے عمر کی اور اصح دوا

ہی جب کہ نفس تراویح کی صرف سنت ہونمین اختلاف حنفیہ ہی کو اصح سنت ہونا

اوسکا ہی پس سنت موکدہ ہونا بیس رکعت تراویح کا کیونکر باتفاق حنفیہ ثابت ہو سکتا ہی

اور نووی نی شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی واتفق العلماء علی استحبابہا

اور متفق ہوئی ہین علما نماز تراویح کی مستحب ہونے پر پس تعجب ہی درمیان کلام اون علما کی

کہ جنہون نے اختلاف استحباب اور سنت نماز تراویح مین نقل کیا ہی اور کلام نووی کی

کہ اتفاق علما استحباب پر ہے یون ہے کہ جسکام کو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہی وہ سنت ہے

پس اگر اوس کام کو بسبیل عادت کیا ہی تو وہ سنت زائدہ ہی اور اگر بسبیل عبادت کیا ہے

اور اوسپر مواظبت نفلا فرمائی ہی تو وہ سنت موکدہ ہی والا سنت غیر موکدہ اور اطلاق

مستحب کا کبھی سنت غیر موکدہ پر آتا ہی اور کبھی افعال صحابہ وغیرہم پر پس کلام ناقلین اختلاف

استحباب اور سنیت تراویح مین مراد استحباب ہی فعل خلفای ثلثہ ہی اور مراد سنت سے
سنت غیر موکدہ اور کلام لوذی مین مراد استحباب سی سنت غیر موکدہ لیکن جو کہ قول ان
لوگون کا کہ تراویح کو فعل صرف صحابہ کا نہ آنحضرت کا ٹھہراتی ہین اور اس معنی کر اوسکو مستحب
کہتے ہین صحیح نہ تہا لہذا لوذی نے اونکے قول کا اعتداد نکر کے اتفاق علما استحباب یعنی
سنت غیر موکدہ ہونی تراویح پر بیان کیا ہی ہرگاہ ثبوت سنت موکدہ ہونی آٹھہ رکعت
نماز تراویح کا بہی ہو نہ سوا رسالی کہ اٹھہ رکعت تراویح آنحضرت کی نماز تہجد تہین اور نماز تہجد
کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نزدیک جمہور حنفیہ کی فرض ہی تو مداومت آٹھہ رکعت
پر لفلا آنحضرت صلعم سی کہ مدار سنت موکدہ ہونیکا ہی تحقق نہین ہی تو بیس رکعت کا
سنت موکدہ ہونا کیونکر ثابت ہو سکتا ہی اگر بیس رکعت سنت موکدہ ہوتین تو حضرت
عمر ابی بن کعب وغیرہ کو ساتہہ پڑہانی گیارہ رکعت کی حکم نفرماتی امام مالک نی اپنی موطا
مین سائب بن یزید سی روایت کیا ہی کہ قال امر عمر بن الخطاب ابی بن کعب وتمیم الداری

ان یقوبالناس باحدی عشر رکعتہ یعنی کہا سائب بن یزید نی کہ حکم دیا عمر بن الخطاب نی ابی بن کعب اور تمیم الداری کو کہ تراویح پڑہا دین لوگونکو گیارہ رکعت اور سعید بن منصور نی اپنی مسند مین بہی ایسا ہی روایت کیا ہی اور ابن ابی شیبہ نی اپنی مصنف مین بہی ایسا ہی بہ تبدیل تمیم داری ساتہہ سلیمان بن ابی حثمہ کی روایت کیا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی عذر ترک مواظبت نفس تراویح سی نہین فرمایا ہی بلکہ ترک مواظبت جماعت تراویح سی عذر فرمایا ہی پس مواظبت حکمیہ جماعت تراویح کی متحقق ہوئی نہ بیس رکعت تراویح کی کہ پڑہنا ہی بیس رکعت کا آنحضرت صلعم سی ثابت نہین ہوتا ہی پس جبکہ جماعت نماز تراویح کی سنت موکدہ علی الاعیان ہونی بلکہ سنت علی الکفایہ یا مستحب علی اختلاف القولین قرار دی گی تو بیس رکعت تراویح کیونکر سنت موکدہ علی الاعیان ہو سکتے ہین اختلاف ہی عدد رکعات تراویح مین روایت بیس رکعت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی ضعیف ہی لائق

حجت کی ہنین لیکن رواج دیا حضرت عمر کا بیس رکعت کو باختراع خود لطور ابتداع

نہو گا کوئی اصل اور سند اوسکی قول یا تقریر آنحضرت سے اونکے باب مین ضرور ہو گی اور پڑھنا

گیارہ رکعت کا آنحضرت سے حدیث صحیحین سے ثابت ہی اور پڑھنا ۳۶ چھتیس رکعت عمل اہل مدینہ کا ہے

شیخ عبد الحق دہلوی نے فتح سر المنان مین لکھا ہی واہل المدینہ یقومون بست و

ثلثین رکعۃ اور اہل مدینہ تراویح پڑہتی ہین چھتیس ۳۶ رکعت اور رد المحتار حاشیہ درمختار

مین مسطور ہے وعن مالک ست وثلثون اور مروی ہے نماز تراویح مین امام مالک سے

چھتیس ۳۶ رکعت اور انفحات رشیدی مین مسطور ہی وقد اختلفوا فی عدد رکعاتہا التی یقوم بہا الناس

فی رمضان ما المختار منہا اولا نص فیہا فاختار بعضہم عشرین رکعۃ سوی الوتر و استحسن

بعضہم ستا وثلثین رکعۃ والوتر ثلث رکعات وہو الامر القدیم الذی کان علیہ الصدر الاول

والذی اقول بہ فی ذلک ان لا توقیت فیہ فان کان ولا بد من الاقتداء فالاقتداء

برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلک فانہ ثبت عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ

ما زاد على احدى عشر ركعة بالوتر شيئاً الا في رمضان ولا في غيره الا انه كان يطولها فهذا

هو الذي ختاره يجمع بين قيام رمضان والاقتداء برسول الله صلى الله عليه وسلم

قال الله تعالى لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة اور مختلف ہوے ہین علماء عدد
ركعات تراويح مين كه قيام كرتے ہين ساتھ اوسكے لوگ رمضان مين كه كيا مختار ہے
ركعات تراويح مين اسلیے كه نہين نص ہے ركعات تراويح مين سو اختيار كيا ہے بعض
اونكى نے بيس ركعت كو سوا وتر كى اور مستحسن كہا ہے بعض اونكى نے چھتيس ركعت كو
اور وتر كو تين ركعت اور يہ امر قديم ہے كه تھے اوسپر صدر اول اور وجہ چيز كه كہتا ہون مين ساتھ
اوسكے اسباب مين يہ ہے كه نہين تعين ثابت ہے اسمين پس اگر ہے ضرورى اقتدا كسي
كى پس اقتدا ساتھ رسول خدا صلى الله عليه وسلم كى اسباب مين لائق تر ہے پس تحقيق ثابت
ہوا ہے آپ سے كه نہين زياده كيا ہے آپنے گيارہ ركعت سے ساتھ وتر كى كبھى نہ رمضان مين اور نہ
غير رمضان مين مگر تحقيق تھے رسول خدا صلى الله عليه وسلم دراز كرتے تھے اون ركعات مين

پس تو وہی کہ پسند کہتا ہون نہین اسکو دا سطی جمع کی درمیان قیام رمضان اور اقتدای رسولخدا صلعم

کی فرمایا ہی اللہ تعالی نی البتہ تحقیق ہی واسطی تمہاری بیچ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا نیک

بالجملہ ہم معاشر اہل سنت جماعت حنفی مذہب کو بیس رکعت تراویح سی انکار نہین ہی بلکہ

ہم بیس رکعت تراویح کو مستحب اور سنت خلفاء اور صحابہ جانتی ہین ہان سنت مؤکدہ ہونی مین

بیس رکعت کی کلام ہی اور یہی مذہب ہی محققین حنفیہ کا اور اگر کسی صاحب کو طعن ہی

ہمارے قول پر ہی تو طعن اون صاحب کا اکابر حنفیہ مانند ابن ہمام صاحب فتح القدیر اور ابن

نجیم صاحب بحر الرائق وغیرہ ہما پر ہی نہ ہم پر کہ ہم موافق تحقیق ان اکابر کی کہ ہمین

براہین قاطعہ ہی قائل اس قول کی ہین فقط

تمام شد

اصحاب ہماری تاج ہین تیگ شاہ سوال حسنین نبی کی پہول ہین زہرہ بنت رسول کی

شفاعت کے لیئے امداد بلا اپنا ہمارہی